www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

سیکولرزم اور نفاذِ شریعت

ڈیڑھ دو سال سے پاکستان جس رُخ جا رہا ہے اس میں یہ بات حیرتناک ہے کہ ملک میں سرکاری سطح پر نفاذِ شریعت کی پیش رفت ہو رہی ہے۔ مثلاً ان دنوں نفاذِ شریعت بل ۱۹۹۰ء (جسے ۱۳ مئی کو سینٹ نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے) کے علاوہ ملک کے مالیاتی قوانین کے وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار کے تحت آنے کا مسئلہ اور تعزیراتِ پاکستان کی ۲۹۹ سے ۳۳۸ تک چالیس دفعات کے غیر اسلامی قرار پانے کا مسئلہ حکومت کے لئے سنجیدہ صورت اختیار کر گئے ہیں۔ حکومت کا ظاہری رویّہ تو اُن کے بارے میں مثبت نہیں۔ تاہم کیا مشکل ہے کہ اگر جمعہ کی چھٹی اور شراب کی بندش کے قوانین کے علاوہ قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دینے کی آئینی ترمیم پیپلز پارٹی کے دَورِ اوّل میں پاس ہو گئی تھی، جبکہ شریعت بل جو جنرل محمد ضیاء الحقؒ کے دَور میں اُن کی حکومت ہی کی مخالفت کی وجہ سے سینٹ سے بھی پاس نہ ہو سکا۔ لیکن وہ اب سینٹ کے مرحلہ سے گزر گیا ہے تو شاید اگلے مراحل میں بھی کامیابی حاصل کر جائے۔ مگر اس کے لئے وہی دباؤ پیدا ہونا ضروری ہے جو ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف مسلم اتحاد کی صورت میں سامنے آیا تھا۔ لہٰذا ہم بالخصوص نفاذِ شریعت کی دعویدار جماعتوں مثلاً متحدہ شریعت محاذ، علماء کونسل اور اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل مذہبی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتوں کے علاوہ جملہ دینی حلقوں سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فروعی اختلافات سے قطع نظر تمام مساعی کو متحدہ طور پر مربوط کریں گے تاکہ سیکولرزم کی سازشوں سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ اس سلسلہ میں سیکولر عناصر کے دو حربے معروف ہیں جو وہ قیامِ پاکستان کی تحریک سے برابر ایسے مواقع پہ استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں:

اوّل نفاذِ شریعت کو ناکام کرنے کے لئے مسلمانوں کے فقہی اختلافات کو اجاگر کر کے اُن کا انتشار باور کرانا۔ دوسرے صنفِ نازک کو اس کے خلاف ابھارنا کہ شریعت کے نفاذ سے اُس کے حقوق متاثر ہوں گے۔ سیکولر حلقوں بشمول وفاقی حکومت کے ذمہ دار کی طرف سے اس طرح کی بیان بازی شروع بھی ہو گئی ہے۔ جس میں مذکورہ بالا شوشوں کے علاوہ آئین کے ساتھ شریعت بل کے ٹکرانے کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ حالانکہ سینٹ ایک آئینی ادارہ ہے اس بات میں اگر کوئی وزن ہوتا تو وہاں اراکینِ سینٹ کو قائل کیا جا سکتا تھا۔

صدرِ مملکت کا اس پر تبصرہ بڑا اہم ہے کہ سینٹ سے پاس ہونے والا بل غیر آئینی کیسے ہو سکتا ہے؛ باقی رہا شریعت کی بالا دستی اور آئین کے ٹکراؤ کا مسئلہ تو اوّل پاکستان جیسے ملک میں جس کا وجود ہی کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا مرہونِ منّت ہو۔ ایسی بات ریاست کے بنیادی نظریے کے خلاف ہے۔

دوسرے بالفرض اگر شریعت بل کی تفصیلات میں کوئی بات دستور سے متصادم ہو یا اس پر اضافہ و ترمیم ہو تو اس کا جواب یہ نہیں ہو سکتا کہ شریعت کا نفاذ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایسی صورت میں شریعت بل جو عام قانون ہی بنے گا، سے بڑھ کر آئینی ترامیم کے لئے تیار رہنا چاہیے تاکہ مملکتِ خداداد میں اس کا بھیجا ہوا دینِ اسلام اپنے مکمل تقاضوں کے ساتھ نافذ ہو سکے۔

جہاں تک حقوقِ نسواں کا مسئلہ ہے اس کے بارے میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ اللہ کا دین مرد و عورت کی ایسی تفریق نہیں کرتا کہ وہ دونوں میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی صنف کے حقوق کا استحصال کر کے دوسرے کو ظلم کی اجازت دے یہ رب العلمین کے انصاف کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :- بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (آلِ عمران/۱۹۵) مرد و زن ایک دوسرے سے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے : مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (النحل/۹۷) "نیک عمل جو کوئی بھی کرے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ بشرطیکہ ایمان والا ہو تو ہم اُسے پاکیزہ زندگی دیں گے"

پاکستان کے مخصوص حالات میں ہمارے نزدیک نفاذِ شریعت میں قابلِ توجہ مسئلہ فقہی اختلافات کا ہے۔ جس کی بنا پر سوئے اتفاق سے دُنیا بھر میں برصغیر پاک و ہند فرقہ وارانہ تعصبات میں نمایاں ہیں۔ گویا اسے اب بھی اُنھیں نزاعات میں اُلجھایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یہ فرقہ وارانہ تعصبات بھی افرنگی سامراج کا تحفہ ہیں جو سیکولرزم کا دعویدار تھا۔ یعنی ہند پر انگریز کی حکومت سے قبل مسلمان حکومتوں کے ادوار میں نہ کوئی بریلوی تھا نہ دیوبندی۔ اسی طرح وہابی سُنّی کی کوئی تفریق نہیں تھی بلکہ شیعہ سُنّی بھی باہم دست و گریبان نہ تھے۔ یہ سارے فرقے نہ صرف سامراج کے پیدا کردہ ہیں بلکہ اسی فرقہ وارانہ جنگ کے لئے انگریز کا خود کاشتہ پودا قادیانیت معرضِ وجود میں آیا۔ تاہم مسلمانوں کی اہم متاع، کتاب وسنت جو اُس کا بنیادی دستور و قانون بھی ہے، ہمیشہ اُن کے اتحاد کی علامت رہی ہے۔ چنانچہ آج بھی جملہ مکاتبِ فکر اپنی اپنی فقہ کی اصل نہ صرف قرآن وسنّت کو قرار دیتے ہیں بلکہ شیعہ سُنّی دونوں کی مشترکہ اساس بھی یہی ہیں۔ سُنّی کا تو لفظ ہی سنّت سے ماخوذ ہے۔ شیعہ بھی سنّتِ رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی بنا پر کچھ عرصہ قبل تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ کی طرف سے مینارِ پاکستان پر "کتاب وسنّت" کانفرنس بھی کی گئی۔ اسی مناسبت سے یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب شریعت بل سینٹ میں پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو اس پر متعدد آراء اور اختلافات سامنے آتے جو دراصل سرکار ہی کی تدبیر کا شاخسانہ تھے تاکہ شریعت بل پاس نہ ہوسکے ۔ لیکن اس کے جواب میں کچھ مخلصین کی طرف سے مفاہمت کی ایسی مساعی بھی ہوئیں کہ مختلف مکاتبِ فکر کے نمایندوں نے مناسب ترمیمات کرکے ایک متفقہ مسودہ تیار کرلیا جس پر پہلے سنّی مکاتبِ فکر اکٹھے ہوئے پھر اسی ترمیمی شریعت بِل پر اتفاق کئے گئے دفاق عُلمائے شیعہ کے مرکز "جامعۃ المنتظر" ماڈل ٹاؤن لاہور سے رابطہ کیا گیا ۔ چنانچہ چند نشستوں میں شیعہ سنی سابقہ مفاہمتوں کی روشنی میں جو قرارداد مقاصد اور ۳۱ عُلماء کے ۲۲ نکات کی شکل میں منصۂ شہود پر پہلے آچکی تھیں اس اساس کو تسلیم کیا گیا ۔ جو قرآن و سنّت کی صُورت میں دونوں میں موجود ہے ۔ لہٰذا شریعت بِل میں بھی شریعت کی اسی تعریف کی بناء پر اکتفاء کیا گیا کہ وہ کتاب و سنّت ہی ہے ۔ لہٰذا جس طرح عُلماء کے بائیس نکات پر شیعہ اکابر مفتی کفایت حسین اور تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ کے بانی مفتی جعفر حسین کے دستخط تھے ۔ اِسی طرح جامعۃ المنتظر کے اکابر نے شریعت بِل پر دستخط کیے ۔ اخبارات نے اس اتفاق کو نمایاں شائع بھی کیا ۔

حاصل یہ ہے کہ نفاذِ شریعت یا بالفاظِ دیگر کتاب و سنّت کی بالا دستی مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے ۔ اس پر کسی کا اختلاف نہیں ۔ شریعت بِل پر اختلاف شریعت سے انحراف کی بناء پر نہیں ہے ۔ بلکہ اس سلسلہ میں اصل وجہ سوئے اتفاق سے عالمی سطح پر شیعہ سُنّی دو بلاکوں کی تقسیم ہے جسے سُرخ و سفید سامراج اپنی سازشوں سے قائم رکھے ہوتے ہے ۔ پاکستان کی حالیہ مرکزی حکومت کے رجحانات واضح ہیں ۔ نیز وہ اپنے سیکولر دوستوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتی ۔

مذکورہ شریعت بِل جولائی ۱۹۸۵ء میں جمعیت عُلمائے اسلام کے دو سینیٹروں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا ، اُس وقت سے لے کر پانچ سال کے عرصہ میں جہاں جنرل ضیاء الحق ؒ کی حکومت اور سرکاری پارٹی مسلم لیگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لے کر مختلف دینی جماعتوں کی طرف سے متعدد مسودہ ہائے شریعت بل پیش کئے جاتے رہے وہاں شریعت بل کی حمایت و مخالفت میں خود جنرل ضیاء الحق کی شخصیت بھی ایک اہم وجہ اختلاف تھی۔ جنرل ضیاء الحق ہمہ مقتدر تھے۔ اگر وہ ۱۹۸۸ء میں شریعت آرڈیننس جاری کر سکتے تھے تو اس سے قبل شریعت بل بھی ایک آرڈیننس کے ذریعہ سے عام قانون سے بڑھ کر آئین کا حصہ بن سکتا تھا جس سے یہ سوال بھی ختم ہو جاتا کہ اس کا آئین سے کوئی ٹکراؤ ہو سکتا ہے لیکن یہ نہ ہوا بلکہ سیاسی وجوہ سے جنرل ضیاء الحق کی حمایت و مخالفت میں تقریباً جملہ دینی جماعتیں کئی کئی دھڑوں میں بٹ گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک دھڑا کسی موقف کی تائید کرتا تو دوسرا اس کی مخالفت اپنا فرض منصبی سمجھتا۔ شریعت بل پر اختلافات بھی اسی کا شاخسانہ تھے۔ لیکن آج کل حالات میں جو سیاسی تبدیلی آئی ہے وہ یہ ہے کہ اب جنرل ضیاء الحق کے نفاذِ شریعت کے دعویٰ کے بالمقابل جمہوریت کے نعرے ہیں۔ اور اس جمہوریت کے دور میں پیپلز پارٹی کے اقتدار کے باوجود پارلیمنٹ کو عوام کی نمائندہ قرار دیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اگر شریعت بل پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پاس ہو جاتا ہے تو اسے عوام کی مرضی قرار دیا جائے گا۔ شاید اسی بناء پر دینی جماعتوں میں جو خوش کن رجحانات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں شریعت بل اُن کا باہمی اختلافی معرکہ نہیں رہا۔ بلکہ اب دینی جماعتوں کے مختلف دھڑے بھی شریعت بل پر مجموعی طور پر متفق نظر آتے ہیں۔

جمعیت علمائے اسلام (درخواستی گروپ) کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن گروپ بھی شریعت بل کی حمایت میں ہم آواز ہے تو جمعیت اہلحدیث کے لکھوی گروپ کے ساتھ علامہ احسان الٰہی مرحوم کا گروپ شریعت بل کی حمایت کر رہا ہے۔ اسی طرح جمعیت علمائے پاکستان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نو تشکیل شدہ دونوں دھڑے نورانی گروپ اور نیازی گروپ فی الجملہ شریعت بل کے مؤید ہیں۔

شریعت بل پر یہ اجمالی اتفاق سیکولرزم کی پیش کردہ مسلمانوں کے مذہبی اختلافات کی گھناؤنی تصویر کا ایک مثبت جواب تو ہے لیکن خطرے کی ایک جھلک ابھی بھی موجود ہے جو مذکورہ بالا جماعتوں کے کئی گروہوں کی طرف سے ترمیمات پیش کرنے کی صورت میں سامنے آ سکتی ہے۔ کیونکہ شریعت بل کی ساری دفعات کا مرکزی خیال شریعت کی بالادستی ہے جبکہ شریعت کی بالادستی کا اصل مدار شریعت کی اس تعریف پر ہے جو صحیح ہونے کے باوصف متفقہ ہو۔ یہ امر واضح ہے کہ مسلمانوں میں کتاب و سنت پر تو اتفاق ہے لیکن اس سے ماخوذ اسلامی احکام یا فقہ خواہ وہ ملفوبہ کیوں نہ ہو، پر اتفاق ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ فقہ از قبیل اجتہاد ہے جس کا اختلاف لابدی ہے جبکہ شریعت تو وحی الٰہی کا نام ہے جو صرف کتاب و سنت ہیں۔ کتاب اللہ کے ساتھ سنتِ رسولؐ اس کی واحد ابدی تعبیر کے طور پر موجود ہے لہٰذا ان دونوں سے ماخوذ اسلامی احکامات سے اگر شریعت مراد لی جائے تو یہ سوال لازماً پیدا ہوگا کہ ان احکامات کو ثابت کون کرے گا۔ پھر جو ثابت کرے گا بالادستی اس کی ہو گی۔ اصل کتاب و سنت پردہ میں چلے جائیں گے۔

یہی وہ اہم مسئلہ ہے جو شریعت بل سامنے آتے ہی اختلاف کا باعث بنتا ہے کہ کتاب و سنت سے ماخوذ احکامات کے تعین میں کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا شریعت بل کی بجائے فقہ بل کی بات بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر شریعت کتاب و سنت ہے تو کتاب و سنت ہمیشہ وہی رہیں گے۔ جبکہ احکامات کی شکلیں پیش آمدہ واقعات پر اطلاق کے وقت بدل بھی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے امت صحابہ کرامؓ سے لے کر مختلف فقہوں کی تدوین تک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامات میں باہمی اختلافات کرتے رہے۔ انہی اختلافات پر مبنی فقہیں متعدد تیار ہوئیں۔ فقہ حنفی، حنبلی، جعفری، مالکی، شافعی، ظاہری کے وجود کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور شریعت محمدی کے تعدد کا کوئی قائل ہو تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

حاصل یہ ہے کہ شریعت کی نت نئی تعریفات کے چکر میں پڑنے سے یہ بہتر ہے کہ شریعت کی وہی سادہ سی تعریف رکھی جاتی جو متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل کے وقت جملہ مکاتبِ فکر کے باہمی اتفاق کا سبب بنی تھی۔ یعنی "شریعت سے مراد کتاب و سنت ہے"

سینٹ سے تازہ پاس شدہ شریعت بل میں شریعت کی تعریف سے اختلافات کھڑے ہو سکتے ہیں جو اس طرح ہے:

"شریعت سے مراد وہ احکامِ اسلام ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں"

انگریزی ترجمہ یوں ہے:

SHARIAH means the injunctions of Islam in accordance with the Holy Quran and the Sunnah. (THE PAKISTAN TIMES, March 26, 1990)

اس مضمون کی ابتداء میں ہم نے جن تین مسئلوں کا ذکر کیا تھا اس کا دوسرا مسئلہ وفاقی شرعی عدالت کے اُن اختیارات کی بحالی کا ہے کہ مالیاتی قوانین کے بارے میں استثناء کی دس سالہ مدت ۲۵؍ جون ۱۹۹۰ء کو ختم ہو جانے پر ایسے قوانین کو قرآن و سنت پر پیش کیا جا سکے گا۔ لیکن دوبارہ یہی بحالی دوسری طرح محدود کی جا رہی ہے۔ یعنی مجوزہ نفاذِ شریعت بل ۱۹۹۰ء کی دفعہ ۱۵-۱۶ جن کا تعلق مالیات سے ہے۔ ان دونوں دفعات کی رُو سے بہت سے مُلکی اور کُل بین الاقوامی مالی معاملات کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہماری مالی مصیبتوں کی بڑی وجہ اللہ سے وہ اعلانِ جنگ ہے جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرۃ/۲۷۶) "اللہ سود کے فوائد مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے" کے بعد فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ) کے الفاظ سے وارد ہوا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ شریعت بل کی ان دفعات کی رُو سے جب شرعی عدالت دس سالہ مدت ختم ہو جانے کے بعد سُود وغیرہ کے معاملات کی اصلاح قرآن وسنت (شریعت) کی روشنی میں کرنے کی مجاز ہو گی۔ ایسے معاملات کو شریعت سے بالا کیوں رکھا جا رہا ہے؟ اگر شریعت ہمارے کئی معاملات کو حل کرنے سے نعوذ باللہ قاصر ہو گئی تو شریعت کی بالادستی کا دعویٰ ہی غلط ہو جائے گا۔ اس طرح ہم یہ تسلیم کر لیں گے کہ بہت سے مسائل کا حل انھیں شریعت سے آزاد رکھنے میں ہے۔ لہٰذا ایسی دفعات کی موجودگی میں مجوزہ شریعت بل نفاذِ شریعت کے کاز کو آگے بڑھانے کی بجائے رجعت قہقری بنے گا۔ اس طرح شریعت بل آئین کے متضاد بھی ہو جائے گا۔ لہٰذا مجوزہ شریعت بل میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔

نفاذِ شریعت کے بارے میں تیسرا مسئلہ جو حکومت کی مسلسل غفلت کی وجہ سے اس لئے پریشانی کا سبب بن رہا ہے کہ ۳۰ مئی ۱۹۹۰ء کو وہ مہلت بھی ختم ہو رہی ہے جو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے دوسری دفعہ حکومت کو دی تھی۔ اس سے قبل سپریم کورٹ نے اپنے حکم جولائی ۱۹۸۹ء کی رُو سے تعزیراتِ پاکستان کی جسمانی نقصانات سے متعلق چالیس دفعات کو غیر اسلامی قرار دے کر حکومت کو ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء تک اسلامی قانون لانے کی ہدایت کی تھی۔ حکومت نے ان نو ماہ میں بھی کوئی کام نہ کیا جس طرح کہ وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے فیصلہ آنے کے بعد سپریم کورٹ کی نظرِ ثانی تک کی درمیانی مدت میں اس طرف توجہ ہی نہ کی گئی — بے توجہی کی انتہاء دیکھیے کہ حکومت ہر دفعہ مدتِ مہلت ختم ہونے سے صرف ایک دن پہلے پھر مزید مہلت لینے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپریم کورٹ سے رجوع کرتی ہے اور اسے قانونِ ضرورت کا احساس دلاتی ہے لیکن اپنی ذمّہ داری پوری کرنے میں سنجیدہ نہیں ہو رہی۔ اگر حکومت کا یہی رویّہ رہا تو ملک میں ایک اہم قانونی مسئلہ یہ درپیش ہو گا کہ قوانین کے کالعدم قرار پانے کے بعد نئے قوانین کے دفعہ وار وضع ہونے تک کی درمیانی مدّت میں جرائم کے لئے کونسا قانون ہو؟ یہ مسئلہ اگرچہ عالمِ اسلام میں نیا نہیں لیکن پاکستان جس کا قانونی مزاج ہی قوانین کی دفعہ وار تدوین ہے اور قانون دان اسی کے تربیّت یافتہ ہیں، وہ اس خلاء میں کس طرح کام کریں گے؟ اصولاً اگرچہ یہ بات طے ہے کہ جس طرح قدرتی انصاف کے اصولوں سے قانونی خلاء پُر کیے جاتے ہیں اسی طرح اسلام کے فطری قانونِ شریعت سے یہ خلاء خود بخود پُر ہو جاتا ہے[1]۔ لیکن وُکلاء کی رہنمائی کے علاوہ عدلیہ کے ارکان کی تربیّت کے لئے بھی تو مدّت کی ضرورت ہے۔ مشکل یہ ہے کہ حکومت نفاذِ شریعت کے لئے مخلص نہیں۔ اس لئے وہ نیا قانون لاتی ہے اور نہ قانونی اداروں سے متعلّقہ حضرات کی مناسب تربیّت کا انتظام کرتی ہے۔ بہرصورت یہ مسئلہ قانونی اُلجھن سے زیادہ حکومت کی سنجیدگی سے متعلق ہے جس کا فیصلہ عدالتِ عظمٰی کرے گی۔

ہم نے نفاذِ شریعت کے ضمن میں جن مذکورہ بالا تین مسائل کا ذکر کیا ہے اُن کا باہمی گہرا ربط ہے۔ متحدہ شریعت محاذ/ متحدہ علماء کونسل وغیرہ باہمی رابطہ کی تنظیموں کو دینی مکاتبِ فکر کے پریشر کے علاوہ پارلیمنٹ میں بھی اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتے کہ بہت سی مذہبی تنظیمیں اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ہیں یا اُس کی حلیف ہیں۔ اس وقت عوامی دباؤ کے ساتھ اصل معرکہ بیوروکریسی اور پارلیمنٹ میں سیکولر اور اشتراکی ذہن کو سر کرنے کا ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے محدث ج ۸- عدد ۱۰ تا ۱۱-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ